روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 213029   CPL 61

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

(سوموار 24 جون 2002ء 12 ربیع الثانی 1423 ہجری - 24 احسان 1381 ہش جلد 52-87 نمبر 140)

پہلی زبان

عبدالملک بن حبیب سے روایت ہے کہ پہلی زبان جو آدم جنت سے لے کر آئے تھے وہ عربی زبان تھی اور ایک لمبے عرصے تک وہ یہ زبان بولتے رہے مگر مرور زمانہ سے یہ زبان بگڑ کر سریانی بن گئی جو علاقہ سورنہ سے منسوب ہے۔

(المزھر فی علوم اللغۃ و انواعھا - علامہ جلال الدین سیوطی ص 17)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

توریت کی نص صریح سے یہ بات ثابت ہے کہ ابتداء میں بولی ایک ہی تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے بمقام بابل ان میں اختلاف ڈال دیا دیکھو توریت پیدائش باب 11 اور یہ بات ہر یک فریق کے نزدیک مسلّم ہے کہ بابل اسی سرزمین پر شہر آباد تھا کہ جہاں اب کربلا ہے پس اس سے تو توریت کے بیان کا ماحصل یہی نکلا کہ تمام زبانوں کی ماں عربی ہے۔ باتفاق انگریز محققوں اور اسلامی محققوں کے یہ بات ثابت ہے کہ بابل جس کی آبادی کا طول دوسو میل تک تھا اور وہ اپنی آبادی میں شہر لنڈن جیسے پانچ شہروں کے برابر تھا اور نہایت عجیب اور پر تکلف باغ بھی اس میں تھے اور دریائے فرات اس کے اندر بہتا تھا وہ عراق عرب کے اندر تھا اور جب وہ ویران ہوا تو اس کی اینٹوں سے بصرہ اور کوفہ اور حلہ اور بغداد اور مداین آباد ہوئے اور یہ تمام شہر اس کے حدود کے قریب قریب ہیں پس اس تحقیق سے ثابت ہے کہ بابل عرب کی سرزمین میں تھا چنانچہ عرب کے نقشہ میں جو حال میں بیروت میں چھپا ہے بابل کو عراق عرب میں ہی دکھلایا ہے۔

یہ مسئلہ توریت کی نصوص صریحہ میں سے ہے جو قدیم سے اہل کتاب میں مسلّم چلا آتا ہے۔ ہاں یہ ماننا پڑتا ہے کہ جبکہ بموجب آیت اول گیارھویں باب پیدائش کے کل دنیا کی بولی ایک ہی تھی تو پھر یہ بیہودہ خیال ہوگا کہ ہم ایسا سمجھیں کہ کل بنی آدم اپنی اپنی ولایتوں سے کوچ کرکے بابل میں ہی آٹھہرے تھے اور اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں انہوں نے اپنی ولائتوں کو چھوڑ دیا تھا بلکہ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ نوح کے طوفان کے بعد خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ بہت جلد دنیا اپنی توالد و تناسل میں ترقی کرے اس لئے اس قادر مطلق نے ایک مدت تک ان کو صحت اور امن کی حالت میں چھوڑ دیا تھا تب وہ بہت بڑھے اور پھولے اور ایک خارق عادت طور پر ان میں ترقی ہوئی تب بعض قوموں نے اپنے ملک میں گنجائش کم دیکھ کر سنعاد کی زمین کی طرف جو بابل کی زمین تھی حرکت کی۔ اور اس جگہ آکر اس شہر کو آباد کیا اور اس قدر کثرت ہوگئی جس کی نظیر کسی زمانہ میں ثابت نہیں ہوئی پھر وہ دوسرے شہروں کی طرف متفرق ہوگئے اور تمام دنیا میں بولیوں کا تفرقہ پڑنے کا موجب ہوئے۔

(منن الرحمٰن - روحانی خزائن جلد 9 ص 135-136)

دعا کی خصوصی درخواست

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی صحت کے بارہ میں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی اطلاع دیتے ہیں کہ:-

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب واشنگٹن کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ خوراک کی مستقل نالی لگا دی گئی ہے طبیعت خراب چلی آرہی ہے اور کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب جماعت سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی مکمل شفایابی کیلئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

واقفین و واقفات نو توجہ فرمائیں!

موسم گرما کی تعطیلات شروع ہو چکی ہیں تمام واقفین نو اور واقفات نو سے گزارش ہے کہ ان تعطیلات کے دوران اپنے ہوم ورک اور نصابی کتب کے علاوہ نصاب وقف نو 'کتب سلسلہ' سیرۃ النبی ﷺ اور سیرۃ حضرت مسیح موعود کا مطالعہ جاری رکھیں نیز کلاسز وقف نو' نماز پنجگانہ کی ادائیگی' تلاوت قرآن کریم اور MTA سے بھرپور استفادہ کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(وکالت وقف نو)

عطایا برائے گندم

☆ ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے اس کار خیر میں ہر سال بڑی تعداد میں مخلصین جماعت حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔ جملہ نقد عطایا بمد گندم کھاتہ نمبر 90-45503 معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے انٹرویو مورخہ 10- اگست 2002ء بروز ہفتہ بوقت 00-8 بجے صبح ہوگا۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

تاریخ احمدیت

منزل بہ منزل

مرتبہ ابن رشید

دین اور انسانیت کی خدمت کا سفر

1900ء

5 جنوری حضور کے چچازاد بھائی مرزا امام دین نے قادیان میں بیت مبارک کو مہمان خانہ سے ملانے والی سڑک کو اینٹوں کی دیوار کے ذریعہ بند کر دیا۔ جس سے مقامی اور بیرونی مہمانوں کو شدید تکلیف پہنچی۔ اور دیوانی عدالت میں مقدمہ درج کروایا گیا۔

23 جنوری ضلع پشاور کے گاؤں گوٹھ شریف کے صاحب کشف والہام بزرگ حضرت پیر کوٹھے والے کی ایک شہادت ان کے خلیفہ زادہ حکیم محمد یحیٰ صاحب نے حضور کی خدمت میں بھجوائی جس میں بیان تھا کہ امام مہدی پیدا ہو چکا ہے مگر ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ حضور نے یہ شہادت تحفہ گولڑویہ میں شائع کر دی۔

جنوری پیر مہر علی شاہ گولڑوی صاحب نے حضرت مسیح موعود کے خلاف کتاب شمس الھدایہ فی اثبات المسیح شائع کی۔

2 فروری عید الفطر کے موقع پر حضور کی تحریک پر ایک ہزار سے زیادہ احمدیوں کا اجتماع۔ نماز عید حضرت مولانا نورالدین صاحب نے پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود نے ایک لطیف خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس تقریب کو جلسہ دعا بھی کہا جاتا ہے۔

10 فروری حضور نے بذریعہ اشتہار جنگ ٹرانسوال کے زخمیوں کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی۔ 500 روپے جمع ہوئے۔

18 فروری حضرت مولانا نورالدین صاحب نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی صاحب سے ایک خط میں ان کی کتاب 'شمس الھدایہ فی اثبات المسیح' کے متعلق بعض سوالات کئے

11 اپریل عیدالاضحیٰ کے موقع پر خطبہ الہامیہ کا زبردست علمی نشان ظاہر ہوا۔ اگست 1901ء میں یہ خطبہ شائع کیا گیا۔

11 اپریل خطبہ الہامیہ کے موقع پر حضور کا ایک فوٹو ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری نے لیا۔

24 اپریل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پیر مہر علی صاحب گولڑوی کے (اپنی کتاب کے متعلق) خطوط الحکم میں شائع کر دیئے۔

28 اپریل حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی وفات۔

22 مئی اشاعت 'گورنمنٹ انگریزی اور جہاد' اور جہاد بالسیف کے متعلق حدیث نبوی کے مطابق فتویٰ دیا۔

24 مئی پادری لیفرائے کے مقابل 'معصوم نبی' کے عنوان سے حضور نے بہت مختصر وقت میں مضمون تحریر فرمایا جو راتوں رات شائع کر دیا گیا۔

25 مئی لاہور میں پادری لیفرائے کی تقریر کے بعد سوالات کے وقفہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت مسیح موعود کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ جس میں تمام اعتراضات کا مکمل جواب موجود تھا۔

25 مئی حضور نے ایک اشتہار میں پادری لیفرائے کو 'معصوم نبی' کے متعلق مقابلہ کی کھلی دعوت دی مگر وہ خاموش رہے۔

28 مئی جہاد بالسیف کے متعلق فتویٰ کی اشاعت۔

28 مئی حضور نے منارۃ المسیح کے لئے چندہ کی تحریک بذریعہ اشتہار فرمائی۔ اور منارہ کے مقاصد بیان فرمائے۔

مئی تصنیف لجۃ النور جو فروری 1910ء میں شائع ہوئی۔

8 جون احمدیوں کی طرف سے پادری لیفرائے کو پھر مقابلہ کی دعوت دی گئی مگر وہ مقابلہ پر نہ آئے۔

27 جون لاہور کے احمدیوں نے مخالفین کو مسیح موعود کے ساتھ قبولیت دعا کا چیلنج اشتہار کے ذریعہ دیا۔

یکم جولائی حضور نے منارۃ المسیح پر مخالفین کے اعتراضات کی تردید کے لئے اشتہار شائع فرمایا۔ اور 101 چندہ دہندگان کی فہرست دیتے ہوئے کم از کم ایک سو روپیہ چندہ کی تحریک فرمائی اور فیصلہ کیا کہ اس پر لبیک کہنے والوں کے نام منارہ پر کندہ کئے جائیں گے۔

9 جولائی مولوی سید محمد احسن صاحب نے پیر مہر علی گولڑوی کی کتاب شمس الھدایہ کا جواب شمس بازغہ کے نام سے شائع کیا۔

15 جولائی حضور نے مقدمہ دیوار کے سلسلہ میں گورداسپور کا سفر اختیار کیا۔

20 جولائی حضور نے پیر مہر علی صاحب کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا۔

23 جولائی حضور نے ایک یا دو صفحات پر مشتمل چالیس اشتہار شائع کرنے کی تجویز کی۔ اور اس کا نام اربعین رکھا مگر چار اشتہارات کے بعد حالات بدل گئے۔ حضور نے پہلا اشتہار 23 جولائی کو شائع کیا۔

12 اگست مقدمہ دیوار کا فیصلہ حضور کے حق میں ہو گیا۔ حضور نے دشمنوں کو جائیدادکی قرقی سے معافی دے دی۔

25 اگست امریکہ کے جان الیگزنڈر ڈوئی نے دین کی بربادی کی پیشگوئی کی۔

27 ستمبر اربعین نمبر 2 کی اشاعت

اکتوبر حضور کی شدید دینی مصروفیات کی وجہ سے قادیان میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع ہوتی رہیں۔ اور حدیث تجمع لہ الصلوٰۃ میں بیان کردہ نشان پورا ہوا۔ یہ سلسلہ فروری 1901ء تک جاری رہا۔

4 نومبر حضور نے مردم شماری کی وجہ سے جماعت کا الگ اندراج کرانے کے لئے جماعت کا نام .... فرقہ احمدیہ بذریعہ اشتہار رکھا۔

21 نومبر ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹ کی تجویز پر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلبہ کے لئے ''عید فنڈ'' کی تحریک کی گئی۔ یعنی ہر احمدی عید کے دن ایک روپیہ اس مقصد کے لئے دے۔

15 دسمبر اربعین نمبر 4،3 کی اشاعت۔ اس کے بعد اشتہارات کا یہ سلسلہ بند کر دیا گیا۔ ان اشتہارات میں آپ نے حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر اور ان کے ہم خیال علماء کے لئے پانچ سو روپے کا انعامی اشتہار شائع کیا کہ کسی جھوٹے مدعی نبوت نے دعویٰ نبوت کے بعد 23 سال تک کی عمر پائی ہو۔ اسی طرح امامت نماز کی متعلق صریح احکامات درج فرمائے۔

15 دسمبر ایک اشتہار کے ذریعہ حضور نے پیر مہر علی صاحب کو ستر دن میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر عربی زبان میں شائع کرنے کا چیلنج دیا۔

دسمبر حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب نے مولوی عبدالرحمان صاحب کو اپنے چند شاگردوں کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں بیعت کا خط دے کر بھجوایا اور چند تحفے بھی روانہ کئے۔

26 تا 28 دسمبر جلسہ سالانہ میں 500 احباب کی شرکت۔

متفرق

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک مجلس کی بنیاد رکھی جس کا نام حضرت مسیح موعود نے تشحیذ الاذہان تجویز فرمایا

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

اقلیم علم و دانش کا بے مثال فرمانروا

غلامان مصطفیٰؐ کی بدولت یورپ کے ظلمتکدوں میں جدید علوم کی ضیاپاشیاں

(محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت)

قسط دوم آخر

4- موروں کی حکومت کے کامل روادارانہ سلوک کی وجہ سے یہودیوں نے بھی خلافت کے ثقافتی ارتقا میں حصہ لیا- اور جب وہ (بالخصوص الموحدین کی فتح کے بعد) یورپ میں پھیل گئے- تو انہوں نے اس ثقافت کو دور دست نیم مہذب علاقوں تک پھیلا دیا- وہ الگ تھلگ صومعوں کے راہبوں کو آزادانہ تعلیم دینے اور ان سے بحث کرنے میں مصروف ہوتے تھے- اور اس عجیب علم کے ساتھ راہبوں کا ذوق شوق ان کے مذہبی تعصبات پر غالب آ گیا تھا فرانسیسی اور جرمن راہبوں نے نئے علوم کی کتب درسی انہی سے حاصل کیں- یہاں تک کہ Muriangian صومعوں کی بعض ادیب راہبات مثلاً مشہور Hildegrad اور Hroswitta نے بھی ان کے علم سے استفادہ کیا- انہوں نے بے شمار مدرسے قائم کئے (مثلاً Kimhis کا سکول اور ناربون میں Ben Esra کا مدرسہ) جہاں عربی علوم کو رواج دیا جاتا تھا- اور عربی کی کتابوں کا ترجمہ کیا جاتا تھا- بے شمار یہودی ولیم آف نارمنڈی کے جلو میں انگلستان آئے- اور اس کی حمایت وحفاظت سے مستفید ہو کر انہوں نے پہلے سنگین شہری مکانات بنائے- جو آج بھی لنکن اور سینٹ ایڈمنڈز بری میں موجود ہیں- اور آکسفورڈ میں سائنس کا ایک مدرسہ بھی قائم کیا- اسی آکسفورڈ سکول میں ان کے جانشینوں ہی سے راجر بیکن نے عربی زبان اور عربی سائنس کا علم حاصل کیا تھا ...... بیکن کے زمانے تک عربوں کا تجربی اسلوب یورپ بھر میں پھیل چکا تھا .... اور نہایت سرگرمی سے اختیار کیا جا رہا تھا- باتھ کے ایڈل ہارڈ- نیکم کے الگونڈر بووے کے ونسنٹ' ولے ناف کے آرنلڈ- برنرڈ سلویسٹریس (جس نے اپنی کتاب کا نام ہی Experimentarius رکھا تھا) کان تمپر لے کے ٹامس اور البرٹس میگنس سب نے اس امر کا اعلان کیا ہے-

عربی مدارس میں فن طبابت قدیم حکما کے زمانے کی نسبت بہت زیادہ ترقی کر چکا تھا- ان مدرسوں سے جو یہودی ڈاکٹر تربیت پا کر نکلے تھے- وہی پورے ازمنہ متوسطہ میں طب کی تعلیم اور پریکٹس پر قابض و مسلط رہے- جو فارماکوپیا (قرابادین) عربوں نے مرتب کیا تھا- وہی آج کل کے زمانے میں برابر زیر استعمال ہے- صرف حال میں بعض کیمیاوی اور عضوی نسخوں کا اس میں اضافہ کیا گیا ہے- ہماری عام دوائیں نکس وامیکا (کچلہ) روبرب (ریوند چینی) ایکونائٹ (جدوار) جنتیانامر- کیلومل (زیق) اور ہمارے نسخوں کی ترکیب سب کچھ عربی طب سے ماخوذ ہے- مونٹ پیلیئر کا طبی مدرسہ یہودی ڈاکٹروں کے ماتحت قرطبہ کے مدرسہ کے نمونے پر قائم کیا گیا تھا- اسی مثال کی پیروی پہلے پڈوا میں اور پھر پیسا میں کی گئی- جہاں موروں کی ریاضیات وفلکیات بھی پڑھائی جاتی تھیں- اور ابن سینا کی "قانون" اور "ابوالقاسم" کی "جراحت" کا درس بھی دیا جاتا تھا- یہ دونوں کتابیں سترھویں صدی تک سارے یورپ میں تعلیم طب کے درسی نصاب میں شامل رہیں- **یہی وہ گہوارے تھے - جن میں پل کر فیلو پیئس - ویسا لیوس- کارڈن- ہاروے اور گلیلیو جیسے اشخاص دنیا میں نامور ہوئے-**

جس طاقت نے مادی اور ذہنی دنیا کی شکل بدل کر رکھ دی- وہ ازمنۂ متوسطہ کے اواخر کے منجموں- کیمیادانوں اور طبی مدرسوں کے گہرے رابطے کی پیداوار تھی- اور یہ رابطہ بلاواسطہ اور صرف عربی تہذیب ہی کا نتیجہ تھا- پندرھویں صدی تک یورپ میں جتنی بھی سائنسی سرگرمی موجود تھی- وہ زیادہ تر عربوں کے علم وفضل سے ماخوذ تھی- اور اس پر کوئی خاص اضافہ نہیں کر رہی تھی- پرتگال کے پرنس ہنری نے سینٹ ونسنٹ کی راس پر عرب اور یہودی استادوں ہی کے زیر سایہ اپنی عظیم بحری اکاڈمی قائم کی-- جس نے واسکوڈی گاما کے لئے راستہ ہموار کیا- اور یورپ کو کرۂ ارضی کے آخری کناروں تک پھیلا دیا- 1494ء میں یورپ کے اندر ریاضی کا جو پہلا رسالہ چھاپا گیا- وہ صرف لیونارڈ فیبوناچی کے ترجموں کی تشریح ہے- اور بعض حصے تو بالکل ان سے نقل ہی کر لئے گئے ہیں (یہ ترجمے لوکا پاسیولی نے کئے تھے- جو ایک دوسرے لیونارڈو یعنی مشہور مصور داونچی کا دوست تھا)- Ragiomontanus نے البتانی کی الواح کی مدد سے نقشہ ہائے ہیئت (Ephemerides) تیار کئے-- جن کی مدد سے کولمبس کا بحری سفر ممکن ہو گیا- کیپلر نے اس کا کام ابن یونس کی الواح حاکمی کے ذریعے سے جاری رکھا- ویسالیوس نے الرازی کی کتابوں کا ترجمہ کیا- سائنس کی روح کلاسکی نشاۃ الثانیہ کے زمانے سے غیر متاثر گزر گئی- اور کلاسیکی اثرات سے محفوظ اور بالکل آزاد رہ کر گوشۂ خلوت ہی میں ترقی کرتی رہی-

سائنس حقیقت میں دنیائے حاضر پر عربی تہذیب کا بہت بڑا احسان ہے- لیکن اس کے ثمرات بہت آہستہ آہستہ پختہ ہوئے- موروں کی ثقافت دوبارہ تاریکیوں میں غرق ہو گئی- اور اس کے مدتوں بعد وہ دیو (جو اس نے پیدا کیا تھا) پوری قوت وشوکت کے ساتھ اٹھا لیکن صرف سائنس ہی نے یورپ کو حیات تازہ نہیں بخشی- **بلکہ اسلامی تہذیب کے دوسرے بے شمار اثرات نے بھی یورپی زندگی کو روشنی کی پہلی شعاعوں سے مالا مال کیا-"**

(269تا274)

شاندار خلاصہ

مسٹر رابرٹ بریفالٹ نے اگلے اور چھٹے باب "یورپ کی ولادت نو" میں بھی مسلمان سائنسدانوں اور قدیم فلسفی مفکروں کی ناقابل فراموش خدمات کا تذکرہ کیا ہے جس کا خلاصہ انہی کے چند الفاظ میں ہدیہ قارئین کرنا مناسب ہوگا- لکھا ہے-:

"عربوں نے یورپ میں تین ایسی ایجادیں رائج کیں جن میں سے ہر ایک نے **دنیا میں عجیب انقلاب برپا کر دیا** اول ناخداؤں کی قطب نما جس کی **برکت سے یورپ دنیا کے کناروں تک پھیل گیا**- دوم بارود جس نے زرہ بکتر پہننے والے نائٹوں کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا سوم- کاغذ جس سے اشاعت وطباعت کا رستہ صاف ہوا- **کاغذ کے رواج نے جو انقلاب پیدا کیا وہ اہمیت میں طباعت کی ترویج سے کم نہ تھا"**

(صفحہ 280)

حضرت مسیح موعود کا عالمی پیغام

حضرت مسیح موعود نے سالانہ جلسہ (1897ء کے خطاب میں فرمایا:

"اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے- اس لئے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں- راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں"

"ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے **علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو** .... تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہئے کہ دینی تعلیم ابتدا سے ہی ہو .... دیکھو تمہاری ہمسایہ قوموں یعنی آریوں نے کس قدر حیثیت تعلیم کے لئے بنائی- کئی لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کر لیا- کالج کی عالیشان عمارت اور سامان بھی پیدا کیا- اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کریں گے تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے"

(ملفوظات طبع دوم جلد اول صفحہ 38-43-44)

ڈاکٹر عبدالسلام کی زندگی کا عظیم مشن

عالمی شہرت کے حامل اور نوبیل انعام یافتہ سائنسدان اور تحریک احمدیت کے بطل جلیل ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام (ولادت 29 جنوری 1926ء وفات 21 نومبر 1996ء) کی پوری زندگی کا عظیم مشن یہی رہا کہ تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک خصوصاً مسلم ممالک کو جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے اعتبار سے یورپ اور امریکہ کے دوش بدوش صف اول میں کھڑا کر دیں- ڈاکٹر عبدالسلام کی اس ضمن میں شہرہ آفاق تحریریں 1983ء میں تیسری دنیا میں سائنسی کتب ورسائل کے سب سے بڑے ناشر ورلڈ سائنٹیفک سنگا پور نے Ideals and Realities کے نام سے شائع کی جسے دنیا بھر میں بہت پذیرائی ہوئی- اب تک اطالوی' رومانی' عربی' فارسی' بنگالی' ہسپانوی اور اردو ایڈیشن منظر عام پر آ چکے ہیں-

1997ء میں لاہور کے مشہور ادارہ "الفاظ پبلیکیشنز" (فیروز پور روڈ) نے جناب احمد سلیم صاحب کی کتاب "ڈاکٹر عبدالسلام - شخصیت اور کارنامے" شائع کی جس کے ابتدائیہ میں اس حقیقت کو خوب واضح کیا گیا کہ

پروفیسر عبدالسلام ایک ترقی پذیر ملک سے تعلق رکھنے والے ممتاز ترین سائنس دان تھے- وہ ان معدودے چند عالمی سطح کے سائنس دانوں میں سے ہیں جنہیں دنیائے سائنس کے اعلیٰ ترین اعزاز "نوبیل انعام" سے نوازا گیا ہے' اس کے باوجود جو چیز انہیں دوسرے سائنس دانوں سے ممتاز کرتی ہے وہ ان کا حساس اور درد مند دل ہے- جو انہیں تیسری دنیا کی عمومی پسماندگی کی وجہ سے بے چین رکھتا ہے- اکثر سائنس دان اپنے آپ کو محض اپنی تحقیق میں مصروف رکھتے ہیں ان کی دلچسپیوں کا محور صرف ان کے مخصوص مضمون کی مخصوص شاخ ہی ہوتی ہے- ان کا تقریباً تمام وقت اور توانائی کا بڑا حصہ اپنے کیریئر کے فروغ کے لئے وقف ہوتا ہے- بہت کم سائنس

دان ایسے ہوتے ہیں جو اپنی دلچسپیوں اور سرگرمیوں کا دائرہ کار اپنے مضمون سے وسیع تر کرتے ہیں۔

پروفیسر عبدالسلام شاید وہ واحد سائنس دان ہیں جنہوں نے پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک سے منسلک رہ کر بھی طبعیات کے اپنے مخصوص میدان میں اعلیٰ ترین درجے کا تحقیقی کام کیا ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ اپنی توانائی اور وقت کا قابل ذکر حصہ عالم انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر دیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف پاکستان بلکہ تیسری دنیا کی عمومی پسماندگی کی وجوہات تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے خیال میں تیسری دنیا میں غربت و افلاس، جہالت، معاشی وثقافتی بدحالی کی جڑیں علم و سائنس سے لاپرواہی اور بے توجہی میں ہیں۔ وہ پچھلے کئی عشروں سے جدوجہد کر رہے ہیں کہ تیسری دنیا بشمول پاکستان علم وسائنس کو اپنائے اور اسے فروغ دے اور سائنس وٹیکنالوجی کو استعمال کر کے اپنی عمومی پسماندگی کو دور کرے۔

پروفیسر عبدالسلام 1955ء سے ہی بڑی مستقل مزاجی سے بین الاقوامی، علاقائی اور قومی فورموں پر سائنس کے فروغ کے لئے اپنی آواز اٹھا رہے ہیں۔ ابتداء میں ان کی بڑی دلچسپی اس امر میں تھی کہ تیسری دنیا میں سائنس دانوں کا اکیلا پن کسی طرح دور کیا جائے تا کہ وہ سائنس میں اپنی تحقیقی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں۔ تیسری دنیا میں سائنس کی پسماندگی سائنس دانوں کو اکیلے پن کا شکار بنا دیتی ہے۔ تحقیقی سرگرمیوں کو جاری وساری رکھنے کے لئے ضروری وسائل کا فقدان انہیں یاسیت کا شکار بنا دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ یا تو تحقیقی سرگرمیوں کو ہی خیر باد کہہ دیتے ہیں یا پھر سائنسی سرگرمیوں کو برقرار رکھنے کے لئے ترقی یافتہ ممالک کو ہجرت کر جاتے ہیں۔ اس مسئلے کے حل کے لئے پروفیسر عبدالسلام نے بین الاقوامی فورموں پر بڑی جدوجہد کی جس کے نتیجے میں 1967ء میں اٹلی کے ساحلی شہر ٹریسٹ میں بین الاقوامی مرکز برائے نظری طبعیات قائم کیا گیا۔ اس مرکز کو قائم کرنے میں اطالوی حکومت نے اقوام متحدہ کے دو اداروں یونیسکو اور آئی اے ای اے سے تعاون کیا۔ پروفیسر عبدالسلام اس ادارے کے بانی ڈائریکٹر ہیں۔ یہ ادارہ جس کی سرگرمیوں کا دائرہ کار ہر سال بڑھتا رہا ہے اپنے قیام کے اٹھائیس سال پورے کر چکا ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں سائنس دان اس کے وسائل اور سرگرمیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس ادارے کی مختلف سکیموں کی وجہ سے تیسری دنیا کے طبعیات دان اور ریاضی دان اپنے اکیلے پن کو دور کرنے اور اپنی تحقیقی سرگرمیوں کو برقرار رکھنے میں خاصی حد تک کامیاب رہے ہیں۔

لیکن پروفیسر عبدالسلام نے اپنی اس کامیابی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی سرگرمیوں کا دائرہ کار طبعیات اور ریاضی سے وسیع کر کے دوسرے سائنسی وتکنیکی علوم تک بھی پھیلا دیا ہے۔ نظری طبعیات کے مرکز کے علاوہ اب چار اور مراکز بھی قیام کے مختلف مراحل میں ہیں۔

1979ء میں پروفیسر عبدالسلام کو طبعیات کے میدان میں اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر نوبیل انعام ملا۔ اس اعزاز سے حاصل ہونے والی شہرت اور نیک نامی کو پروفیسر عبدالسلام نے بڑی مستعدی سے سائنس و ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے خوب خوب استعمال کیا۔ انہیں جس کسی بھی بین الاقوامی ادارے، حکومتوں، سائنس اکیڈمیوں، تحقیقی وتدریسی اداروں، یونیورسٹیوں یا عوامی انجمنوں نے مدعو کیا انہوں نے سائنس کے فروغ کے لئے آواز اٹھائی۔ امن وسلامتی، تخفیف اسلحہ کے لئے دلائل پیش کئے اور عمومی طور پر سائنس کو انسانی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرنے پر زور دیا۔ ....

پروفیسر عبدالسلام کی تحریروں کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اول وہ تحریریں ہیں جو انہوں نے مختلف فورموں میں پاکستانی سائنس کی پسماندگی کو دور کرنے اور اس ملک کے سلگتے ہوئے مسائل کو حل کرنے کے لئے پیش کیں۔ انہی تحریروں کے ساتھ وہ مضامین بھی شامل ہیں جو انہوں نے تیسری دنیا میں سائنس و ٹیکنالوجی کی غیر تسلی بخش صورت حال کے بارے میں تحریر کئے۔ دوسرے حصے میں وہ مضامین اور تقریریں شامل ہیں جن میں پروفیسر عبدالسلام نے عالم انسانی کو درپیش مسائل جیسے نیوکلیائی اسلحہ، تخفیف اسلحہ، ماحولیات، امیر وغریب ملکوں کے درمیان بڑھتے ہوئے مسائل کے حل کے لئے سائنس وٹیکنالوجی کے کردار پر بحث کی ہے۔ تیسرے حصے میں وہ مضامین ہیں جو انہوں نے تیسری دنیا کی سائنسی پسماندگی دور کرنے کے لئے ضروری اداروں کے قیام کی تجاویز سے متعلق ہیں۔ پانچویں حصے میں وہ مضامین ہیں جو طبعیات سے متعلق ہیں۔

پروفیسر عبدالسلام کے ان مضامین کو پڑھ کر ان کے علم کی ہمہ گیریت کا احساس ہوتا ہے۔ اس مخصوص میدان نظری ذراتی طبعیات کے علاوہ وہ عالمی معیشت سیاست، تاریخ، فلسفہ اور مذہب کے بارے میں بھی مہارت کا اظہار کرتے ہیں۔ غیر سائنسی مضامین کے **مطالعے میں وہ اپنی سائنسی، فکر اس کی معروضیت اور عقلیت استعمال کرتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑھ کر ان کی تمام تحریروں میں ایک مضطرب اور بے چین دل کی دھڑکن کی جھلک ہے جو تیسری دنیا کی عمومی دنیا کی پسماندگی پر پریشان تھے لیکن وہ مایوس نہیں ہوئے بلکہ ان کا ممکنہ حل بھی پیش کرتا ہے۔ عالمی امن، تخفیف اسلحہ اور سائنس و ٹیکنالوجی کا فروغ و استعمال۔ اب تک حکومتوں نے تو ان کی تجاویز پر عمل نہیں کیا۔ لیکن امید ہے کہ ان کے مضامین کے مطالعے سے ہمارے قارئین متاثر ہوں اور وہ رائے عامہ کو پروفیسر عبدالسلام کی تجاویز پر عمل کروانے کے لئے تیار کریں۔**" (صفحہ 8 تا 11)

اس کو ناقدری عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

ہولناک تباہ کاریاں اور ان کا حل

بشیرالدین کمال صاحب

کسی بھی دن کا اخبار دیکھ لیں ہر طرف موت کا عالم دکھائی دیتا ہے، ٹریفک حادثات، جنگ و جدال اور ملکوں کی خانہ جنگیاں، بڑی طاقتیں چھوٹی طاقتوں کو دبانے کے لئے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے طاقت کا استعمال کر رہی ہیں اور دھوئیں کے بادل دنیا کے مختلف مقامات پر دکھائی دیتے ہیں۔ یہ دھوئیں کے بادل جو تباہی اور بربادی کا باعث بنتے ہیں۔ ان کا ذکر خداتعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں یوں فرمایا ہے۔

1۔ پس تو اس دن کا انتظار کر جس دن آسمان پر کھلا کھلا دھواں ظاہر ہوگا۔

(سورۃ دخان آیت نمبر 11)

2۔ جو سب لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ دردناک عذاب ہوگا۔

(سورۃ دخان آیت نمبر 12)

(لوگ اس کو دیکھ کر کہنے لگیں گے) اے ہمارے رب ہم سے یہ عذاب ٹلا دے ہم ایمان لے آتے ہیں۔ (سورۃ دخان آیت نمبر 13)

4۔ اس دن ان کو ایمان لانے کی توفیق کہاں ملے گی حالانکہ ان کے پاس ایک حقیقت کو کھول کر بیان کرنے والا رسول آ چکا ہے۔ (جس کو انہوں نے نہیں مانا) (آیت نمبر 14)

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود (۔) فرماتے ہیں۔

وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو جائے غار
ایک ہی گردش سے گھر ہو جائیں گے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہونگی نہیں ان کا شمار
(درثمین)

پھر فرماتے ہیں۔

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔"
(حقیقۃ الوحی ص 269)

اس کا حل

اس تباہی سے بچنے کا ایک ہی حل ہے۔ کہ بنی نوع انسان اپنے پیارے خدا کی طرف جھکے۔ اس کی ہی مانے اور اس سے ہی پیار کرے۔ جیسے اللہ تبارک تعالیٰ اپنے بابرکت کلام میں فرماتا ہے۔

"ہم عذاب کو تھوڑی دیر کے لئے ہٹا لیں گے۔ مگر تم پھر وہی کرتوتیں کرنے لگ جاؤ گے"

(سورۃ دخان آیت نمبر 16)

خداتعالیٰ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے۔ کہ اگر بنی نوع انسان خدا کی طرف جھکا رہے گا۔ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں زندگی گزارے گا۔ تو یقیناً وہ اس تباہی سے بچ جائے گا۔ ویسے بھی خداتعالیٰ جو بنی نوع انسان سے ماں باپ سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے۔ وہ کس طرح بنی نوع انسان کی تباہی اور بربادی کو پسند کر سکتا ہے۔ وہ پیارا خدا۔ عظیم خدا اور تمام طاقتوں والا خدا ہے۔ یہ تباہی اور بربادی کے ہتھیار رسامان انسان نے خود ہی اپنے لئے اور بنی نوع انسان کی تباہی اور بربادی کیلئے پیدا کئے ہیں۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود (۔) فرماتے ہیں۔

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو! آگ برسانے کو ہے
پر خدا کا رحم ہے۔ کوئی بھی اس سے ڈر نہیں
ان کو جو جھکتے ہیں اس درگہ پہ ہو کر خاکسار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

یہ شخص بڑا کامل ہے

حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب کو بچپن ہی سے اہل اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا شوق تھا۔ آپ کے ماموں مولوی محمد یوسف صاحب نے آپ کو بتایا کہ قادیان میں ایک بزرگ نے دس ہزار روپیہ پر مشتمل انعام مقرر کر کے کتاب لکھنی شروع کی ہے اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بڑا کامل ہے۔ ان کی زیارت کے لئے چلا جا۔ حضرت مولوی صاحب کو یہ ذکر سن کر ایسا ولولہ اٹھا کہ اسی جگہ سے سیدھا قادیان روانہ ہو گئے۔ اور بٹالہ سے پیدل چل کر قادیان پہنچے اور بیت الفکر کے دروازے پر دستک دی۔ حضور باہر تشریف لائے۔ حضور کا چہرہ دیکھتے ہی دل میں بے حد محبت پیدا ہو گئی فرماتے ہیں۔

"اس وقت تک میں نے براہین احمدیہ یا اس کا اشتہار خود نہیں دیکھا یہاں آ کر بھی کوئی دلائل حضور یا کسی اور سے نہیں سنے بلکہ میری ہدایت کا موجب صرف حضور کا چہرہ مبارک ہی ہوا۔"

اس طرح حضرت مولوی صاحب کو براہین احمدیہ کی تالیف واشاعت کے آغاز میں ہی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور جلد چہارم کے طبع کے کام میں خدمت کا موقع بھی ملا اور بعد میں سرخی کے چھینٹوں والے معجزہ کے ساتھ آپ کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہو گیا۔

(حیات احمد جلد اول صفحہ 444: از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب نومبر 1928ء امرتسر)

بجٹ یا میزانیہ

مشرقی ایشیائی ممالک بہترین منصوبہ بندی کر کے بہت آگے نکل گئے

عبدالحلیم سحر صاحب

ماہ جون میں مالی سال ختم ہوتا ہے اور یکم جولائی سے نیا مالی سال شروع ہو جاتا ہے- سرکاری' نجی اور پرائیویٹ ادارے کمپنیاں نئے سال کے لئے اپنے اپنے پروگرام بناتی ہیں اپنے اخراجات اور آمدنی اور منافع کے تخمینے لگاتی ہیں- گزرے سال سے موازنہ کیا جاتا ہے اور سقم دور کئے جاتے ہیں- گھروں میں بھی آمدنی اور اخراجات کے مدنظر کبھی روزانہ کے لئے اور کبھی ماہانہ کے حساب سے بجٹ بنتا ہے- اسی طرح حکومتیں بھی اخراجات اور آمدنی کے حساب سے بجٹ تیار کرتی ہیں-

بجٹ یا میزانیہ ایک ایسا گوشوارہ ہے جس میں ہر حکومت آنے والے مالی سال کے لئے اپنی آمدنی اور اخراجات کا تخمینہ پیش کرتی ہے- یعنی اس گوشوارہ میں اس بات کا ذکر ہوتا ہے کہ سال رواں کے دوران کس قدر آمدنی حاصل ہوئی اور نئے مالی سال کے دوران کن کن ذرائع سے کس قدر آمدنی حاصل ہو گی- اسی طرح سال رواں کے اخراجات اور نئے مالی سال کے لئے مختلف مدات پر خرچ کی مکمل تفصیل بھی درج ہوتی ہے بجٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے- ایک محاصل بجٹ یا آمدنی بجٹ کہلاتا ہے- دوسرا حصہ سرمائے کا بجٹ ہوتا ہے-

محاصل بجٹ یا آمدنی کا بجٹ

آمدنی بجٹ میں ٹیکسوں' فیس' قیمت وغیرہ کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی درج ہوتی ہے- اس طرح حکومت کے غیر ترقیاتی اخراجات مثلاً دفاع' پولیس' سول انتظامیہ' تعلیم وصحت وغیرہ کا تخمینہ لگایا جاتا ہے- مراد یہ ہے کہ حکومت مختلف قسم کے ٹیکسوں سے سال بھر کے دوران کتنی رقم حاصل کرے گی- اور انہیں کس طرح سے مختلف خدمات بہم پہنچانے والے محکموں پر خرچ کیا جائے گا اگر حکومت کی آمدنی کا تخمینہ اخراجات سے زیادہ ہو تو بجٹ فاضل کہلاتا ہے- اس کے برعکس اگر آمدنی کے مقابلے میں اخراجات کا اندازہ زیادہ ہو تو یہ خسارے کا بجٹ کہلاتا ہے- لیکن اگر آمدنی اور اخراجات برابر ہوں تو بجٹ متوازن ہوتا ہے-

سرمائے کا بجٹ

سرمائے کا بجٹ اسے ترقیاتی بجٹ بھی کہا جاتا ہے- اس میں حکومت کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ملکی وغیر ملکی امداد اور قرضے میں جبکہ محاصل بجٹ کی فاضل رقم بھی اس سرمائے کے بجٹ میں شامل ہوتی ہے- اس بجٹ کے سب اخراجات ترقیاتی نوعیت کے ہوتے ہیں- مثلاً سڑکوں اور ریلوں کی تعمیر' ڈیم اور بجلی گھر بنانا' نہریں کھودنا' کارخانے لگانا وغیرہ شامل ہیں-

بجٹ تیار کرنے کا طریقہ کار

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بجٹ کس طرح بنایا جاتا ہے- مرکزی حکومت کا بجٹ مرکزی وزیر خزانہ تیار کرتا ہے اسی طرح صوبائی حکومتوں کے بجٹ ان کے صوبائی وزیر خزانہ تیار کرتے ہیں-

پاکستان میں مالی سال یکم جولائی سے شروع ہو کر 30 جون کو ختم ہو جاتا ہے- اسی لئے ہم ذکر کرتے وقت کسی بھی بجٹ میں دو سالوں کا حوالہ دیتے ہیں مثلاً 99-1998ء یا 2000-1999ء وغیرہ-

بجٹ تیار کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ مرکزی وزیر خزانہ کی طرف سے ماہ مارچ میں آمدنی حاصل کرنے والے محکموں مثلاً انکم ٹکس' کسٹم اور ایکسائز ڈیوٹی سیلز ٹیکس وغیرہ کو خط لکھے جاتے ہیں کہ رواں سال میں انہوں نے کتنی آمدنی فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے- اور آئندہ سال مجوزہ بجٹ کے لئے وہ کتنی رقم مہیا کر سکیں گے اسی طرح وہ محکمے جو خرچ کے زمرے میں آتے ہیں- مثلاً دفاع' سول انتظامیہ پولیس' تعلیم اور صحت وغیرہ کے محکموں سے دریافت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے سال رواں میں کس قدر اخراجات کا اندازہ لگایا ہے- اور آئندہ سال کے لئے ان کو کتنی رقم خرچ کرنے کے لئے درکار ہو گی اس طرح آمدنی فراہم کرنے والے اور خرچ کرنے والے محکمے وزیر خزانہ کو اپنے اپنے تخمینے بھیج دیتے ہیں وزیر خزانہ ان تخمینوں کا بغور جائزہ لیتا ہے اور اگر آمدنی کے تخمینے اخراجات سے کم ہوں تو پھر آمدنی بڑھانے کے لئے مختلف تجاویز پر غور کرتا ہے اور نئے ٹیکسوں کا جائزہ بھی لیتا ہے- اس طرح وہ اپنے طور پر آمدنی اور اخراجات کے اندازوں کو حتمی شکل دے کر (اسمبلی ہونے کی صورت میں) قومی اسمبلی میں بجٹ پیش کرتا ہے- وہاں پر اس کی ہر مد پر بحث ہوتی ہے اور پھر اس کو شق وار منظور کر لیا جاتا ہے اسمبلی کی منظوری کے بعد یکم جولائی سے یہ بجٹ نافذ ہو جاتا ہے-

اب ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ اردگرد کے ممالک کے لحاظ سے بجٹ سازی میں بہترین منصوبہ بندی کے میدان میں ہم اور ان میں کیا فرق ہے- ہمارے ہاں بجٹ سے پہلے اور فوری بعد قیمتوں میں زبردست اضافہ ہوتا ہے- اور پورے سال کے دوران چلتا رہتا ہے- اور ترقی کی رفتار تیز نہیں ہوتی سرمایہ کاری میں کمی کا رجحان ہوتا ہے- فی کس آمدنی میں خاطرہ خواہ اضافہ نہیں ہوتا اور معیشت مستحکم نہیں ہوتی بلکہ مالیاتی افراتفری نظر آتی ہے-

جنوبی اور مشرقی ایشیائی

ممالک کا موازنہ

اگر 30-40 سال کے عرصہ کے دوران جنوبی اور مشرقی ایشیا کے حالات اور تجربات کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو کافی کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے- 1960ء کے عشرے میں فی کس آمدنی کے لحاظ سے جنوبی اور مشرقی ایشیا کے ممالک تقریباً ایک جیسی صورت حال میں سے گزر رہے تھے- پچھلے تین عشروں میں جنوبی ایشیا میں فی کس آمدنی میں جتنا اضافہ ہوا ہے- اس سے چار گنا اضافہ مشرقی ایشیا کے ممالک میں ہوا ہے- اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ فی کس آمدنی میں جو فرق 1960ء میں صرف 200 ڈالر کا تھا وہ 1993ء میں بڑھ کر 10 ہزار ڈالر ہو گیا- مشرقی ایشیا میں انسانی وسائل کی ترقی کا اشاریہ (چین کے علاوہ) آج جنوبی ایشیا سے تقریباً دگنا ہے- یہ سب کچھ کیوں ہے اور کس طرح ہے- وہاں بھی بجٹ بنتے ہیں- منصوبہ بندی ہوتی ہے- اسی طرح آمدنی اور خرچ کا حساب کتاب ہوتا ہے- وسائل کو استعمال کیا جاتا ہے-

اب ہم ان وجوہات کا جائزہ لیتے ہیں- یہ بات نمایاں ہے کہ مشرقی ایشیا نے اس عرصہ کے دوران سب سے زیادہ توجہ ابتدائی تعلیم پر دی- جنوبی ایشیا کے مقابلہ پر مشرقی ایشیا نے تعلیم پر نہ صرف اپنی مجموعی قومی پیداوار کا دو سے تین گنا زیادہ خرچ کیا بلکہ ہر ایک کے لئے معیاری ابتدائی تعلیم پر خاص طور پر توجہ دی اس کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی تعلیم کو بڑی حد تک خود کفالت کے نظام کے تحت چلایا- مشرقی ایشیا میں تعلیمی بجٹ کا تقریباً 70 فیصد ابتدائی تعلیم پر خرچ کے لئے مخصوص کیا گیا- جنوبی ایشیا (سری لنکا کو نکال کر) میں کئی ممالک اپنے مختصر تعلیمی بجٹ کا خاصا بڑا حصہ اعلیٰ تعلیم کے لئے امداد پر خرچ کرتے ہیں جس کی وجہ سے ابتدائی تعلیم کے لئے ان کے پاس کچھ بھی نہیں بچتا-

ایک اور فرق جو بہت نمایاں ہے وہ فنی تعلیم پر نسبتاً زیادہ زور تھا- کوریا مین ثانوی سکول فنی تعلیم کے لئے داخلوں کی تعداد 18.6 فیصد ہے جبکہ بنگلہ دیش میں 0.7 فیصد اور پاکستان میں 1.6 فیصد ہے- اس طرح مشرقی ایشیا نے تعلیم پر بہت زیادہ خرچ کیا ہے اور تعلیم کے میدان میں ان کا زیادہ زور ابتدائی تعلیم اور فنی تعلیم پر رہا-

مشرقی ایشیا میں برآمدی محصولات کی شرح عام طور پر 30 فیصد سے کم تھی جبکہ دوسری طرف جنوبی ایشیا میں یہ شرح اس کے برعکس دگنی اور تگنی تھی- مشرقی ایشیا کی تجارت کا زیادہ انحصار باقی ایشیائی ممالک سے تجارت پر تھا جو کہ برآمدات کی 60 فیصد شرح تھی- لیکن جنوبی ایشیا میں یہ انحصار برآمدات کا 10 سے 20 فیصد تھا- مشرقی ایشیا کے ممالک نے باہمی تجارت سے بھرپور فائدہ اٹھایا آسیان خطے میں یہ تجارت 57 فیصد تھی جبکہ دوسری طرف سارک ممالک کی تجارت صرف 13 فیصد تھی- ایک اور بات جو قابل توجہ اور قابل تحسین ہے وہ یہ کہ مشرقی ایشیا کے ممالک نے بین الاقوامی منڈیوں میں بھی اپنا مقام بنایا اور دوسرے ممالک کا مقابلہ کیا- انہوں نے اپنی کم اجرتوں' کارکنوں کی اعلیٰ پیداواری صلاحیتوں اور آزاد برآمدی پالیسی کی بنا پر اپنے آپ کو بین الاقوامی منڈیوں میں متحرک رکھا اور کامیاب رہے- بلکہ چھوٹے چھوٹے ممالک نے بین الاقوامی منڈیون میں ایک ہلچل مچا دی اور مارکیٹ پر کنٹرول حاصل کر لیا جس سے مقابلے کی زبردست صورت حال پیدا ہوئی- جس سے قیمتوں میں اور معیار میں نمایاں تبدیلی ہوئی-

دوسری طرف جنوبی ایشیا برآمدت کے میدان میں بہت پیچھے ہے اشیاء کی کوالٹی اور برآمدی پالیسی میں کمزوری کی وجہ سے اپنا مقام حاصل نہیں کر سکا- ان ممالک میں صنعتی ترقی کا گراف بہت نیچے گر گیا ہے-

مشرقی ایشیا نے اپنی اعلیٰ صلاحیتوں اور اہل معاشی ٹیکنو کریسی' بہترین قانونی ڈھانچہ اور طویل مدت کے سیاسی استحکام پر انحصار کیا جبکہ جنوبی ایشیا میں صورت حال اس کے برعکس ہے اور قابل فکر ہے-

مشرقی ایشیائی ممالک کی

ترقی کا راز

مشرقی ایشیا کی ترقی کا ایک راز یہ بھی ہے کہ بہترین زرعی اصلاحات اور قرضوں کا منصفانہ نظام ہے- جنوبی کوریا اور تائیوان میں بڑے پیمانے پر زرعی اصلاحات سیاسی دباؤ کا نتیجہ تھیں- دوسری طرف جنوبی ایشیا میں جاگیردارانہ نظام اور سیاسی اور معاشی میدان میں اجارہ داریوں نے پوری معیشت کو سرد بازاری کا شکار کر دیا-

مشرقی ایشیا کی حکومتوں نے دو بنیادی حکمت عملیاں اختیار کیں - پہلی یہ کہ روایتی مارکیٹ طریقوں کی جگہ غیر روایتی مارکیٹ نظام کے ذریعے

جیسے جاپان' جنوبی کوریا' ملائشیا' سنگاپور اور تائیوان میں حکومت کی سرپرستی میں چلنے والے پوسٹل سیونگ سسٹم اور نئے مالی اداروں کا قیام تھا جس کے ذریعہ معاشی ترقی میں بے انتہا اضافہ ہوا قرضوں کے بہترین اور آسان نظام کا قیام بھی سودمند ثابت ہوا- انڈیا میں 1969ء اور پاکستان میں 1974ء میں بینک قومیائے گئے- اور پورا بینکنگ کا نظام بااثر افراد کے قابو میں رہا ہے- جس سے قرضے منصفانہ طور پر سرمایہ کاروں اور کاشتکاروں تک نہیں پہنچے- اسی طرح مشرقی ایشیا میں 1993ء تک مجموعی

ادخلی بچت قومی مجموعی پیداوار کا 34 فیصد تھا۔ اس کے مقابلہ میں جنوبی ایشیا کے ممالک میں یہ بچت 21 فیصد تھی۔

مشرقی ایشیا میں بچت کی یہ عمدہ شرح کی مختلف وجوہات ہیں ایک تو مجموعی اداروں پر کھاتے داروں کا اعتماد یہ بہت ضروری اور کلیدی نقطہ ہے ایک سخت لیکن منصفانہ ٹیکس پالیسی کی وجہ سے گھر کی بچت بڑھی۔

مشرقی ایشیا کی غیر معمولی ترقی کی وجہ وہاں کی اچھی حکومتیں ان کی اہلیت' قانون کی حکمرانی' فوج پر سول کا کنٹرول' احتساب ادارے اور مہذب معاشرے اور مملکت کے درمیان امداد باہمی کے اصولوں پر مبنی لائحہ عمل ہے۔

ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ پچھلی دہائیوں میں مشرق اور جنوبی ایشیا میں واضح (معاشی و اقتصادی میدان میں) فرق ہے۔ ایک طرف خطے میں معاشی استحکام ہے جبکہ دوسری طرف خطے کے بجٹ میں خسارے ہیں۔ قیمتوں میں استحکام نہیں ہے بلکہ معیشت میں افراط زر کی شرح بہت اونچی ہے۔ ایک کھلی آزادانہ پالیسی کی جگہ افراتفری اور اجارہ داریوں اور جاگیرداروں کے ساتھ ساری معیشت کی پالیسیاں ہیں۔ سرمایہ کاری کا سازگار ماحول نہیں۔ ٹیکنالوجی کی طرف توجہ نہیں ناخواندگی اور جہالت نے ان ممالک (جنوبی ایشیاء) کی معیشتوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔

جنوبی ایشیا میں انسانی سرمایہ کاری ایک بوجھ سمجھا جا رہا ہے جبکہ یہ اثاثہ ہے اس کو بہترین منصوبہ بندی کر کے بے پناہ فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اتنی کثیر تعداد میں محنت اور لیبر کو معیشت کے مختلف پیداواری یونٹوں میں کھپا کر کم اجرت پر زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور پھر اس سے حاصل ہونے والے منافع میں محنت کرنے والوں کو شامل کیا جانا چاہئے ان کی جو بنیادی ضرورتیں ہیں ان کو مہیا کی جانی چاہئیں ایک طرف ملک ترقی کریں گے دوسرے طرف معاشرہ سے بے چینی اور بدامنی دور ہوگی اور امن قائم ہوگا۔

بہرحال منصوبہ بندی کرتے وقت اور بجٹ تیار کرتے وقت ان امور پر خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ ابتدائی تعلیم سو فیصد ہو۔ ہر ایک کے لئے طبی سہولتیں ہوں' آبادی کے لئے پینے کا صاف پانی مہیا ہو جو بچے غذا کی کمی کا شکار ہیں ان کے لئے غذا کا بندوبست ہو۔

اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی منڈیوں میں اپنا مقام بنانا ہوگا۔ ایک طرف پیداواری صلاحیت زیادہ ہو اور دوسری کوالٹی کو سب سے اولیت دی جانی چاہئے اسی طرح صنعت و زراعت کے میدان میں بہترین اور طویل منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

خون کا عطیہ دیکر قیمتی جانیں بچائیں۔

محترم میر غلام احمد نسیم صاحب

مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کے چند اوصاف کا تذکرہ

برصغیر کی تقسیم سے دنیا کے نقشے پر ایک نیا ملک پاکستان کے نام سے قائم ہو چکا تھا۔ تبادلہ آبادی کے روح فرسا مناظر بھی رونما ہو چکے تھے۔ جماعت کو نئے مرکز کے قیام کی تلاش تھی۔ بالآخر ایک بے آب و گیاہ قطعہ اراضی کو مرکز بنانے کیلئے انتخاب کیا گیا۔ جہاں اب ربوہ کا خوش منظر اور روح پرور شہر آباد ہے۔ اس انتخاب کے عمل میں آتے ہی اس کے قرب وجوار میں جماعت کے زیر انتظام چلنے والے تعلیمی اداروں کو منتقل کرنے کا جب فیصلہ ہوا تو جامعہ احمدیہ کے لئے احمد نگر اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے لئے چنیوٹ کا انتخاب ہوا۔ 54 سال قبل احمد نگر کی یہ حالت نہ تھی جو اب ہے۔ ماہ و سال کی گردش کے ساتھ اس کی حالت بہتر سے بہتر ہوتی گئی ہے اور ہوتی جا رہی ہے۔ اس وقت کے حالات کے مطابق جامعہ احمدیہ کے لئے احمد نگر میں متروکہ املاک کے دو حویلی نما مکان حاصل کئے گئے۔ ایک میں جامعہ کا ہوسٹل قائم ہوا اور دوسرے میں تدریس کا عمل شروع ہوا۔ ستمبر 1948ء میں مجھے بھی اس ادارہ جلیلہ میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے داخلہ لینے کی سعادت نصیب ہوئی۔

غالباً 1949ء کے موسم خزاں کی بات ہے کہ کسی کام سے احمد نگر کے لاری اڈہ کی طرف جانا ہوا تو وہاں ایک باریش نوجوان دیدہ زیب لباس میں ملبوس کسی بس کی آمد کے انتظار میں کھڑا ہے۔ سر پر سفید پگڑی ہے۔ اشارے سے مجھے اپنی طرف بلا کر کسی کام کی فرمائش کرتا ہے، اب یاد نہیں کہ وہ کیا کام تھا، تاہم مجھے اس خوش پوش نوجوان سے مل کر خوشگوار سی مسرت ہوئی۔ وقت گزرتا رہا پھر ان سے کافی دیر تک کوئی ملاقات نہ ہوئی اور اگر کبھی سرراہ ہوئی بھی تو علیک سلیک تک محدود رہی تا آنکہ کلیم صاحب مربی سلسلہ بن کر بیرون پاکستان چلے گئے۔

کچھ عرصہ بعد تکمیل تعلیم کے بعد بطور مربی سلسلہ میں بھی سیرالیون مغربی افریقہ چلا گیا۔ 1962ء میں سیرالیون احمدیہ مشن نے وہاں کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مغربی افریقہ جہاں جہاں ہمارے مشن قائم تھے کے انچارج مربیان کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ چنانچہ غانا سے کلیم صاحب اور لائبیریا سے مبارک احمد ساقی صاحب جلسہ میں شمولیت کیلئے تشریف لائے۔ اس موقعہ پر انہیں قریب سے دیکھنے کا موقعہ میسر آیا۔ اس جلسہ پر جو انہوں نے تقریر کی وہ بھی متاثر کن تھی اور اس سے صاف عیاں ہوتا تھا کہ انہیں خدمت دین کا کس قدر جذبہ ہے۔

ہمارے خدمت کے میدان الگ الگ رہے۔ تا آنکہ 1970ء میں میری گی آنا، جنوبی امریکہ سے واپسی ہوئی تو مولانا کلیم صاحب اس وقت حدیقۃ المبشرین جو نیا نیا قائم ہوا تھا میں بطور سیکرٹری کے خدمات انجام دے رہے تھے اور اس وقت اس ادارے کو پول (Pool) کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ وہ اس وقت کہاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ایک روز سرراہ ملاقات ہونے پر دریافت کیا کہ آجکل کہاں خدمت سپرد ہے۔ مسکراتے ہوئے فرمایا چھپڑ کی نگرانی کرتا ہوں میں حیران کہ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ میری حیرانی اور تعجب کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا "معلوم ہوتا ہے یا تو انگریزی زبان سے نابلد ہو یا پھر پنجابی زبان کا صحیح مذاق نہیں رکھتے۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ چونکہ گی آنا سے ساڑھے چار سال بعد واپسی ہوئی تھی اور چار ماہ کی رخصت پر تھا۔ رخصتیں ختم ہونے کو تھیں کہ ایک روز سرراہ ملاقات ہوئی۔ عرض کیا رخصتیں ختم ہو رہی ہیں کہاں خدمت سپرد کرنی ہے چونکہ ان دنوں کسی مربی کی جب رخصت ختم ہوتی تھی تو وہ حدیقہ میں رپورٹ کرتا تھا اور پھر نئی تقرری ہوتی تھی۔ پہلے تو مذاقاً فرمایا "جب آ و گے نپٹ لیں گے"۔ بعد میں سنجیدگی سے فرمایا "علمی ذوق رکھتے ہو کوئی کام اس ذوق کے مطابق ہی نکل آئے گا پھر تلاش کریں گے"، چنانچہ رخصتیں ختم ہونے پر جامعہ احمدیہ میں بطور استاد کے تقرری کے احکامات موصول ہوئے۔

ہمدردانہ مشورہ

ملکوں ملکوں خدمت دین کرنے کی بناء پر وسیع تجربہ رکھتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ زمینی حقائق کے بھی قائل تھے اس لئے مناسب اور صائب مشورہ دینے سے کبھی نہیں ہچکچاتے تھے۔ 1975ء میں میرا تقرر بطور مربی زیمبیا کے لئے ہوا۔ ان دنوں کلیم صاحب ربوہ میں ہی تھے۔ ایک روز سرراہ ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ معلوم ہوا ہے تم زیمبیا جا رہے ہو اور پھر ذرا توقف کے بعد گویا ہوئے زیمبیا کا مشن نیا ہے اور صرف چند سال ہوئے قائم ہوا ہے۔ وہاں سے ان دنوں ڈاکٹر محمد رمضان صاحب جو وہاں حکومت زیمبیا کے ملازم کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں پاکستان آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں مشن کے حالات تسلی بخش نہیں۔ ایک چھوٹے سے کمرے میں مشن کا دفتر قائم ہے اور مربی صاحب کی رہائش بھی اسی کمرہ میں ہے اور جو مربی صاحب اس وقت وہاں کام کر رہے ہیں وہ بڑی کسمپرسی کی حالت میں جوں توں کر کے کام نباہ رہے ہیں۔ جماعت کی تعداد بھی تھوڑی ہے اس لئے روانگی سے قبل وکیل التبشیر تحریک جدید مرزا مبارک احمد صاحب سے مل کر وہاں کے حالات بتائیں اور ان سے ضروری ہدایات حاصل کر لیں۔ یہ نہ ہو کہ بعد میں ناقابل حل مشکل سے دو چار ہو جاؤ یا ابتلاء میں پڑ جاؤ۔ میاں صاحب انہیں دنوں یورپ کے طویل دورے سے واپس تشریف لائے تھے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر سب حالات معلومہ عرض کئے اور حسب مشورہ کلیم صاحب ضروری ہدایات لے کر زیمبیا کیلئے روانہ ہوا اور کلیم صاحب کچھ عرصہ بعد امریکہ روانہ ہوگئے۔

دعائیں پڑھنے کی تلقین

ایک مرتبہ زیمبیا سے کلیم صاحب کی خدمت میں خط لکھا اور زیمبیا روانگی سے قبل ان کے بروقت مشفقانہ اور صائب مشورہ دینے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا کہ زیمبیا میں دعوت الی اللہ کا کام پوری لگن سے جاری ہے لیکن باوجود اس کے خاطرخواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا اور جماعت کی ترقی تسلی بخش نہیں۔ شب و روز یہی فکر دامن گیر رہتی ہے کہ دعوت الی اللہ کے کام میں کیسے وسعت پیدا ہو اور اس کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے۔ حسب منشاء ترقی نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت میں شگفتگی پیدا نہیں ہوتی۔ اس خط کے جواب میں انہوں نے تسلی دیتے ہوئے لکھا کہ آپ کام کرتے جائیں نتیجہ خدا پر چھوڑ دیں۔ وقت آنے پر خود مخلوق کی توجہ حق قبول کرنے کی طرف مائل ہوگی اور آپ کی محنت اور لگن ثمر آور ہوگی ساتھ ہی ایک دعا لکھ بھیجی۔ یہ دعا پہلے بھی یاد تھی اور کبھی کبھی دیگر دعاؤں کے ساتھ اس کا ورد بھی رہتا تھا لیکن خط ملنے کے فوراً بعد روزمرہ استعمال کی ڈائری میں نقل کر لی تا بار بار نظر پڑتی رہے نیز یہ کہ ایک ہمدرد مربی نے اس کے بار بار پڑھنے کی تلقین کی ہے۔ اور پھر آج تک کہ ربع صدی ہونے کو آئی یہ دعا برابر پڑھتا ہوں اور ساتھ ہی کلیم صاحب یاد آ جاتے ہیں اور ان کے لئے بھی دعا کرتا اور اب ان کی مغفرت کیلئے دعا کرتا ہوں۔

امریکہ آنے پر یہاں کے جلسہ سالانہ پر ملاقات ہوئی اسی محبت سے گلے لگایا جیسا کہ ان کا دستور تھا۔ پھر 1999ء میں یو۔کے (U.K) کے جلسہ سالانہ پر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ جن عزیز مربی عبدالمومن طاہر صاحب کے ہاں ہمیں قیام کرنا تھا۔ وہ بھی وہیں پہلے سے قیام پذیر ہیں۔ حسب دستور بڑی شفقت سے ملے اور جلسہ کے دوران اپنے ساتھ ساتھ لئے پھرتے رہے۔

اگست 2000ء کو جماعت احمدیہ امریکہ کی طرف سے بمقام زائن (Zion) نزد شکاگو بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس کانفرنس میں کلیم صاحب بھی شامل تھے وہاں پر ان سے ملاقات ہوئی۔ اس سے قبل ان کی طبیعت کی خرابی کا علم ہو چکا تھا۔ پوچھنے پر بتلایا کہ دل کا عارضہ ہوا تھا اب طبیعت بہتر ہے۔ اس کانفرنس میں شمولیت کے لئے ہوائی جہاز کا سفر اختیار کیا ہے تا معلوم ہو سکے کہ ہوائی جہاز میں سفر سے کوئی تکلیف تو نہیں ہوتی کیونکہ جرمنی جانے کا ارادہ ہے اور وہاں سے پھر پاکستان بھی جانا ہے۔ الحمدللہ کہ ہوائی سفر سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی اب انشاء اللہ پہلے جرمنی اور وہاں سے پھر پاکستان جاؤں گا۔ یہ ان سے میری آخری ملاقات تھی۔ وہ سفر پر روانہ ہوگئے اور یہ سفر ان کا آخری سفر ثابت ہوا۔ اور وطن پہنچ کر آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے گویا۔

"پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا"

یتامیٰ کی نگہداشت اور ہماری ذمہ داریاں

400 خاندانوں کے 1300 یتامیٰ کی کفالت میں معاونت فرماویں

بچے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں ان سے گھروں میں رونقیں ہوتی ہیں- وہ دیکھو ابو گھر میں داخل ہو رہے ہیں- بچے ابو سے لپٹے جا رہے ہیں ابو نے پیار سے بچوں کو اٹھا لیا- بچے خوش ہیں کہ ابو ان کے لئے ٹافیاں بسکٹ اور پھل لائے ہیں لیکن اف یہ کیا! بچے دروازے کی دہلیز پر کھڑے ابو کا انتظار کر رہے ہیں لیکن ابو تو آنے کا نام نہیں لیتے ہیں ماں گھبرائی ہوئی حسرت بھری نگاہوں سے اپنے پھولوں کو دروازہ پر دیکھتی جاتی ہے اور اپنے دوپٹہ سے آنسو صاف کرتے ہوئے بچوں کو بہلانے کے لئے ان سے پیار کرتی ہے انہیں گود میں بٹھاتی ہے اور انہیں بتاتی ہے کہ تمہارے ابو تمہارے پیارے ابو یہ گھر چھوڑ کر کسی اور گھر میں چلے گئے ہیں لیکن وہ اب اس گھر میں نہیں آئیں گے لیکن ہم ضرور ان کے پاس کسی دن جائیں گے- تمہارے ابو کا نیا گھر بہت اچھا ہے لیکن بچے حیران ہیں کہ ماں کی آنکھوں میں آنسو کیوں جاری ہیں؟ بات کیا ہے؟ ہمارے ابو کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ کہاں گئے ہیں؟ ان کا اصرار ہے کہ ہمیں بھی ان کا گھر دکھائیں- مجبوراً ماں بچوں کو ساتھ لے کر ان کے پیارے ابو کی قبر پر لے جاتی ہے- بچے پریشان ہیں کہ ابو کو کیوں مٹی میں دفن کر دیا گیا ہے؟ یہ سوچیں بچوں کے لئے ایک معمہ ہیں- لیکن انہیں امید رہتی ہے کہ کوئی آئے ان سے پیار کرے ان کے لئے مٹھائی اور تحفے لائے- والد کی وفات کے بعد وہ بچے اور عزیز و اقارب خوش قسمت ہیں جو ان بچوں کو سنبھال لیتے ہیں ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں لیکن وہ بچے جن کو اس بات کی انتظار رہتی ہے کہ کوئی ہمیں پوچھے ہمیں پڑھنے کے لئے ہماری مدد کرے ہماری ضروریات کا خیال رکھے-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان یتیم ہونے والے بچوں کے لئے جماعت احمدیہ کی ایک صدی مکمل ہونے پر ایک مضبوط نظام قائم کرنے کا اعلان کیا" جسے کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ" کا نام دیا گیا- ابتدا میں ارادہ یہ تھا کہ یتیم ہونے والے بچوں کو ایک جگہ رکھ کر کفالت کی جائے لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہوا- اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ بچوں کو ان کے گھروں میں ہی ان کی ماں یا دوسرے رشتہ داروں کے پاس ہی رہنے دیا جائے- لیکن ان کی کفالت کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا جائے-

"کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ" نے اپنا دفتر دار الضیافت میں 1991ء میں قائم کیا اور بچوں کی مدد کے لئے درخواستیں لینے اور ان کا وظیفہ ان کے گھروں تک پہنچانے کا کام شروع ہوا- پاکستان کے طول و عرض سے یتیم ہونے والے بچوں کے کوائف دفتر میں پہنچنے کے بعد اس کو کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ کے اجلاس میں پیش کیا جاتا ہے جہاں اس امر کا فیصلہ ہوتا ہے کہ انہیں وظیفہ دیا جائے یہ فیصلہ ان کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے- پھر سال میں کم از کم ایک مرتبہ کمیٹی کا نمائندہ بغرض تربیت ان سے رابطہ کرتا ہے- "کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ" کی طرف سے بچوں کا وظیفہ ربوہ میں ان کے گھروں تک پہنچایا جاتا ہے اور ربوہ سے باہر رہنے والوں کو منی آرڈر کے ذریعہ رقم بھجوا دی جاتی ہے- وظائف کے لئے یہ رقوم احمدی مرد اور عورتیں عطیات دیکر کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ کے نام جمع کرواتے ہیں- طریق یہ ہے کہ آپ اپنی مالی استطاعت کے مطابق ماہانہ ایک رقم مقرر کر دیں یا ایک یتیم بچے کا خرچ جو حالات کے مطابق 500 روپے سے 1500 روپے ماہانہ ہے ہر ماہ امانت کفالت یکصد یتامیٰ میں جمع کروا دیں مقامی طور پر خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں یا دفتر سے بھی رابطہ کر کے جمع کروا سکتے ہیں-

یتیم بچوں کی امداد کے لئے آپ بھی آگے بڑھیں اور اس فنڈ کو اپنے عطیہ سے مضبوط کریں اس وقت چار سو خاندانوں کے 1300 بچے زیر کفالت ہیں- اگر آپ کو مزید معلومات درکار ہیں تو "سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ" کو خط لکھ کر حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کار خیر میں حصہ لینے میں دیر نہ کریں اس راہ میں عطیات دینے سے آپ کے مال میں اللہ تعالیٰ بہت برکتیں دے گا اور آپ کے بچوں کے ساتھ یہ یتیم ہونے والے بچے بھی بڑھیں گے پھولیں گے اور آپ کے لئے مجسم دعا بن جائیں گے-

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ)

اطلاعات و اعلانات

اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں-

درخواست دعا

مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب مربی سلسلہ اطلاع دیتے ہیں کہ میری خوش دامن اور مکرم نوید احمد سعید صاحب مربی سلسلہ وکالت وقف نو کی والدہ محترمہ نسیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد رشید صاحب جگر کی خرابی کے باعث شدید بیمار ہیں- کمزوری بہت زیادہ ہے- احباب سے موصوف کی صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے عاجزانہ درخواست دعا ہے-

نیلامی ملبہ

احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں کوارٹر نمبر 63-62-9-8-7-6 اور فضل عمر ہسپتال کے کوارٹر نمبر 77 کا ملبہ مورخہ 25 جون 2002 صبح نو بجے بذریعہ نیلامی فروخت کیا جائیگا- خواہش مند احباب استفادہ فرمائیں- رقم نقد وصول کی جائیگی-

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ)

اعلان دار القضاء

(مکرم محمد حنیف شاہد صاحب بابت ترکہ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب)

مکرم محمد حنیف شاہد صاحب ساکن مکان نمبر 1/50 محلہ دار العلوم وسطی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم چوہدری محمد شریف صاحب ابن مکرم چوہدری خیر دین صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں- ان کی مندرجہ ذیل جائیداد ہے- جو بتفصیل ھذا میرے اور میرے بھائی مکرم وحید احمد صاحب کے نام منتقل کر دی جائے-

I- قطعہ نمبر 16/4 دار البرکات ربوہ برقبہ دس مرلہ مکرم وحید احمد صاحب کے نام-

II- مکان نمبر 26/10 محلہ دار الیمن ربوہ برقبہ ایک کنال خاکسار محمد حنیف شاہد کے نام-

دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے- جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:-

(1) محترمہ کلثوم بیگم صاحبہ (بیوہ)
(2) محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ (بیٹی)
(3) مکرم محمد حنیف شاہد صاحب (بیٹا)
(4) مکرم محمد لطیف صاحب (بیٹا)
(5) مکرم وحید احمد صاحب (بیٹا)
(6) محترمہ مبشرہ بیگم صاحبہ (بیٹی)
(7) محترمہ ارشاد صدیقہ صاحبہ (بیٹی)
(8) مکرم محمد ادریس صاحب (بیٹا)
(9) محترمہ اقبال بیگم صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دار القضاء ربوہ میں اطلاع دیں-

(ناظم دار القضاء ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرم ماسٹر عبد العزیز صاحب کوثر دار الیمن غربی ربوہ لکھتے ہیں کہ:- خاکسار کی اہلیہ محترمہ کلثوم اختر صاحبہ مورخہ 18 جون 2002ء بروز منگل بعارضہ فالج 56 سال کی عمر میں وفات پا گئیں- مرحومہ کا جنازہ بروز بدھ بعد نماز فجر مکرم منصور احمد صاحب مربی سلسلہ نے بیت سعادت یمن غربی میں پڑھایا- عام قبرستان ربوہ میں تدفین کے بعد مکرم فہیم احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی- مرحومہ نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے

سہ روزہ تربیتی پروگرام

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کے مختلف حلقہ جات میں سہ روزہ تربیتی پروگرامز کا سلسلہ جاری ہے جن میں خدام کیلئے تربیتی، علمی اور ورزشی پروگرام ترتیب دیئے جاتے ہیں تین پروگرامز کی مختصر رپورٹ یہ ہے:-

حلقہ دار العلوم جنوبی بشیر کا سہ روزہ پروگرام مورخہ 15 تا 17 جون 2002ء تک ہوا- اختتامی تقریب مورخہ 17 جون بعد نماز مغرب و عشاء منعقد ہوئی- اس کے مہمان خصوصی مکرم میجر (ر) شاہد سعدی صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ تھے- تلاوت عہد نظم اور رپورٹ کے بعد مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والوں میں انعامات تقسیم کئے اور نصائح کیں- پروگرام کی حاضری 195 رہی-

حلقہ دار الرحمان کالونی پروگرام 14 تا 16 جون تک ہوا- 18 جون کو اختتامی تقریب ہوئی جس کے مہمان خصوصی مکرم مرزا عبد الصمد احمد صاحب سیکرٹری مجلس کار پرداز تھے- انہوں نے انعام تقسیم کرنے کے بعد حاضرین کو نصائح کیں- کل حاضری 140 رہی-

حلقہ دار العلوم غربی خلیل کا سہ روزہ پروگرام 19 تا 21 جون تک ہوا- 21 جون کو ہونے والی اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو تھے تلاوت، عہد، نظم اور رپورٹ کے بعد انہوں نے انعامات تقسیم کئے اور السلام علیکم کہنے کی عادت کو رواج دینے کے بارہ میں نصیحت کی-

طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
قائم شدہ 1958ء
فون 211538
سفوف فشار- حب فشار
ہائی بلڈ پریشر مؤثر طور پر کنٹرول کرتا ہے
اطباء بھی اعتماد کے ساتھ پریکٹس کر سکتے ہیں
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

خبریں

ربوہ میں طلوع وغروب

☆سوموار	24-جون	زوال آفتاب :	1-11
☆سوموار	24-جون	غروب آفتاب :	8-20
☆منگل	25-جون	طلوع فجر :	4-21
☆منگل	25-جون	طلوع آفتاب :	6-01

دہشت گردوں کے خلاف ملک بھر میں آپریشن سینکڑوں گرفتار کراچی اندرون سندھ اور پنجاب کے کئی شہروں میں مبینہ دہشت گردوں کے خلاف کریک ڈاؤن ہوا جس کے نتیجہ میں سینکڑوں غیر ملکی گرفتار کرلئے گئے ہیں۔ گرفتار ہونے والوں میں زیادہ تر افغان اور عرب باشندے ہیں۔ امریکی تحقیقاتی ادارے سی آئی اے اور ایف بی آئی کے 300 اہلکار بھی کراچی میں پہنچ گئے ہیں جو مختلف شہروں میں القاعدہ اور اس کے حلیفوں کے خلاف کارروائی کریں گے۔ کراچی میں مبینہ طور پر القاعدہ کے کئی ارکان گرفتار کئے گئے جنہوں نے کئی اہم شخصیات کے قتل کا انکشاف کیا ہے۔

ڈیرہ بگٹی میں آپریشن کی تیاریاں حکومت نے ڈیرہ بگٹی میں گیس پائپ لائن پر حملوں میں ملوث شر پسندوں اور نواب اکبر بگٹی کے خلاف ملٹری آپریشن کی تیاریاں مکمل کرلی ہیں۔ اس مقصد کیلئے کشمور کا ہوائی اڈا استعمال کیا جائیگا ہیلی کاپٹر طیارے اور ٹینک علاقے میں پہنچ گئے ہیں۔ علاقے میں بڑے تصادم کا خطرہ ہے۔ شہریوں میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ بلوچ قبائل نواب اکبر بگٹی کی حمایت کر رہے ہیں۔

دشمنی: مسجد میں باپ بیٹا قتل مناواں کے علاقے بھینی ڈھلواں میں پرانی دشمنی کی بنا پر پولیس کے سامنے مخالف گروہ نے مسجد میں گھس کر باپ بیٹا قتل کر دیئے تین نمازی زخمی ہوئے۔

خاندان کے پانچ افراد قتل کر ڈالے ناجائز تعلقات کے شبہ میں لاہور کے علاقے عثمان نگر غازی آباد میں ایک شخص نے اپنی بیوی تین بچے اور آشنا کو فائرنگ کر کے قتل کر ڈالا۔

مدارس کی رجسٹریشن کی اجازت ضلعی ناظم دیگا وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر محمود غازی نے کہا کہ مدارس کی رجسٹریشن کے لئے فیس مقرر نہیں کی گئی رجسٹریشن کی کیلئے اجازت ضلعی ناظم دیگا۔ فرقہ وارانہ اور دہشت گردی کی تربیت دینے پر منتظم کو دو سال سزا ہوگی۔ غیر ملکی اساتذہ کو ورک پرمٹ لینا ہوگا۔ ایک سروے کے مطابق اس وقت پنجاب کے مختلف مکاتب فکر کے 2715 مدارس میں جن میں 223477 طلبہ دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

سیاستدانوں کی بی اے کی امتحان میں شرکت انتخابات میں حصہ لینے کیلئے بی اے کی شرط عائد ہونے کے بعد امسال بی اے کے امتحانات میں مختلف سیاستدانوں شرکت کر رہے ہیں۔ امریکہ میں پاکستان کی سابق سفیر اور سابق وفاقی وزیر عابدہ حسین، سابق وزیر اقبال خاکوانی اور جمہوری پارٹی کے خورشید مرزا بی اے کا امتحان دے رہے ہیں۔

7 فلسطینی شہروں پر قبضہ اسرائیلی فوج نے سات فلسطینی شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اسرائیل نے ریزرو فوج طلب کر لی ہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے کہا ہے کہ فوج اس وقت تک باہر نہیں نکلے گی جب تک فلسطینی یہودیوں کے خلاف حملے بند نہیں کر دیتے۔ فلسطینی جہادی گروپوں نے خودکش حملے بند کرنے کی یاسر عرفات کی اپیل مسترد کر دی۔ یہودی فوج نے نابلوس اور غزہ میں داخل ہو کر تیرہ سالہ لڑکے سمیت پانچ فلسطینیوں کو ہلاک کر دیا۔ اسرائیلی ٹینکوں کی گولہ باری سے کئی عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ یاسر عرفات نے کہا ہے کہ کلنٹن کا امن منصوبہ کسی تبدیلی کے بغیر قبول کرنے کو تیار ہیں۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے کہا ہے کہ اسرائیل قبضہ پالیسی چھوڑ دے۔

بنگلہ دیش کے صدر مستعفی حکمران جماعت عوامی لیگ کی طرف سے قرارداد مذمت پیش ہونے کے بعد صدر بدرالدجی چوہدری نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔

پاکستان دہشت گردی کی حمایت چھوڑ دے برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے کہا ہے کہ اگر پاکستان کشمیر اور بھارت میں ہونے والے مبینہ دہشت گردی کی حمایت مکمل طور پر ترک کردے تو مسئلہ کشمیر حل ہو سکتا ہے۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے مطابق برطانوی وزیر اعظم نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ کشمیریوں کو کس نے تحریک آزادی کیلئے ابھارا اور انہیں اسلحہ کون دے رہا ہے۔

بھارتی ٹینک شکن میزائل کے دو کامیاب تجربات بھارت نے ٹینک شکن میزائل ناگ کے دو کامیاب تجربات کئے ہیں۔ میزائل کو اڑیسہ کے چاندی پور کے ساحل سے سمندر میں داغا گیا۔ بھارتی وزارت دفاع کے ترجمان نے بتایا کہ یہ میزائل 4 سے 8 کلومیٹر تک مار سکتا ہے۔ اس کا پہلا تجربہ 1990ء میں کیا گیا تھا۔

اسلامی کانفرنس کی وزراء کونسل کا اجلاس اسلامی کانفرنس کی وزراء کونسل کا اجلاس منگل کو خرطوم میں ہوگا۔ اجلاس میں مشرق وسطیٰ کی صورتحال، اسلامی ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون اور غربت کے خلاف جہاد پر غور ہوگا۔

پاکستان اور ترکی میں 4 معاہدے پاکستان اور ترکی نے چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار کو فروغ دینے، کسٹمز امور میں دوطرفہ تعاون بڑھانے اور تکنیکی و سائنسی تعاون سمیت متعدد شعبوں میں مشترکہ تعاون کے 4 معاہدوں پر دستخط کر دیئے ہیں۔ پاک ترک مشترکہ اجلاس میں دوطرفہ صنعتی نمائشوں کے انعقاد، پرائیویٹ شعبوں کی شمولیت۔ منڈیوں تک رسائی۔ ٹرانسپورٹ اور تعمیرات سمیت متعدد شعبوں میں تعاون بڑھانے کا جائزہ لیا گیا۔

بارگیننگ سے رہا ہونے والے الیکشن سے نااہل چیئرمین قومی احتساب بیورو لیفٹیننٹ جنرل منیر حفیظ نے کہا ہے کہ بارگیننگ کے ذریعہ نیب کی قید سے رہائی پانے والے افراد عام انتخابات میں حصہ نہیں لے سکیں گے انہوں نے کہا کہ عوام کی دولت لوٹنے والے حقیقت میں مجرم ہیں

فلسطینیوں کو حقوق ملنے تک حملے ہوتے رہیں گے شیری بلیئر برطانوی وزیر اعظم کی اہلیہ شیری بلیئر نے اسرائیل میں خودکش حملوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جب تک فلسطینیوں کو ان کے حقوق نہیں ملی جاتے تب تک یہ حملے جاری رہ سکتے ہیں۔ ان کے اس بیان سے سیاسی تنازعہ کھڑا ہو گیا ہے کیونکہ لگتا ہے کہ وہ حملوں کو درست قرار دے رہی ہیں۔

دورہ نمائندہ الفضل

☆ادارہ الفضل مکرم منور احمد جج صاحب کو بطور نمائندہ الفضل ضلع کراچی میں مندرجہ ذیل مقاصد کیلئے بھیج دیا ہے۔

(1) توسیع اشاعت الفضل
(2) وصولی چندہ الفضل و بقایاجات
(3) ترغیب برائے اشتہارات

تمام احباب کی خدمت میں تعاون کی درخواست کی جاتی ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

چلڈرن انگلش سپیکنگ کلاس

گزشتہ سال کی شاندار کامیابی کے بعد امسال بھی نیشنل کالج چلڈرن انگلش کلاس شروع کر رہا ہے داخلہ جاری ہے۔ ڈکشن میتھڈ سے صرف دو ماہ میں انگلش بولنے پر عبور

کلاسز کا آغاز یکم جولائی 2002ء

نیشنل کالج 23-شکور پارک ربوہ

فون 212034-213757

خالص شربت

بادام۔انار۔صندل۔بزوری اور بنفشہ نیز عرقیات

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

Ph: 04524-212434 FAX :213966

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں۔

نسیم جیولرز

فون دکان 212837
رہائش 214321

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء

احمد ڈینٹل کلینک

ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

SHARIF
JEWELLERS
RABWAH ☎ 212515

مڈوے موٹرز

ہماری ورکشاپ میں ہر قسم کی گاڑیوں کی مرمت (ریپئرنگ) اوور ہالنگ۔ ویل الائنمنٹ ویل بیلنسنگ وڈینٹنگ۔ پینٹنگ آٹو الیکٹرک اور اے سی کا کام نہایت مناسب قیمت پر کیا جاتا ہے۔ نیز سپیئر پارٹس بھی دستیاب ہیں۔

گولڑہ روڈ بالمقابل سی ایم ٹی مین گیٹ اسلام آباد

فون 5476460

PILES COURSE RS 75/- بواسیر کورس

اچھے میڈیکل و ہومیو سٹور یا ہیڈ آفس سے طلب فرمائیں

فون-214606

کیوریٹو میڈیسن کمپنی انٹرنیشنل گولبازار-ربوہ

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل-61